مباحثہ ومکالمہ

مکاتیب

لندن، ۱۶ اگست ۲۰۰۷ء

حضرت مولانا!

اگست کے شمارے میں اپنا استفتاء اور اس کا جواب دیکھ کر حیران ہوا ہوں۔ اور ایسا لگا جیسے

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

آپ برطانوی مسلمانوں کے موجودہ حالات وگھمبیر مسائل سے بالکل ہم لوگوں ہی کی طرح واقف ہیں۔ پھر بھی کیا آپ نے یہ چاہا ہے کہ دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء کا وہ جواب جو صرف مجھ تک اور آپ ہی تک تھا، ایک معنیٰ میں آپ کی توثیق کے ساتھ، اسلامیانِ برطانیہ تک عام ہو، اور ان کے حالات کی نزاکت جلد سے جلد اپنے بقیہ مراحل، خدا نہ کردہ، طے کر لے!

آپ نے یقیناً یہ نہیں چاہا ہوگا۔ لیکن ذرا غور تو فرمایئے۔ جب ہمارے ایک بڑے دارالافتاء کا یہ فتویٰ، ادارہ الشریعہ کی سند سے، لوگوں تک پہنچے کہ برطانوی مسلمانوں کیلئے بھی ملعون رشدی کے قتل کا فتویٰ اصلاً اسی طرح واجب العمل ہے جس طرح پاکستان جیسے کسی مسلم ملک کے مسلمانوں پر، الّا یہ کہ وہ راہِ عزیمت چھوڑ کر رخصت کی آسان راہ پہ قناعت کریں، تو یہ ہمارے یہاں کے روز بروز شکنجہ کستے ہوئے حالات میں بہتری کی کوئی تدبیر ہوگی یا بدتری کی طرف ایک قدم اور بڑھانے کا ہمت افزا اشارہ؟

اور، کسی اور کو نہیں تو آپ کو تو آپ کی کتاب ''حدود آرڈیننس'' کا وہ مقام اس موقع پر یاد دلایا ہی جا سکتا ہے جہاں پاکستان میں اسلامی حدود وتعزیرات کے نفاذ کے مسئلہ کی مشکلات میں آپ نے اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق چارٹر کا عمل دخل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ ''ہمارے یہاں سپریم کورٹ میں ایک کیس کے حوالے سے اس پر بحث ہو چکی ہے اور عدالتِ عظمیٰ نے اسی اصول پر (کہ ہم نے اس پر دستخط کر رکھے ہیں، اس لئے ہمیں اس معاہدہ کی پابندی کرنی چاہئے) فیصلہ کیا تھا کہ انسانی حقوق کا یہ منشور بین الاقوامی معاہدہ ہے اور اس معاہدہ کی پابندی ہم پر لازم ہے۔۔۔'' (صفحہ ۱۶)۔ نہ آپ کا مقصد اس فیصلہ کی تائید تھا جس میں حالات کے آگے بالکل سرنگوں ہونے کا سبق ہے نہ میرا اس کو دوہرانے سے مقصد یہ ہے۔ البتہ حالات سے آنکھیں بند کر کے باتیں کرنا تو زندگی کی راہ نہیں ہے. اللّٰھُمَّ اَلْھِمْنا مَراشِدَ اُمورِنا ۔

والسلام

نیاز مند
عتیق سنبھلی

نئی دہلی۔ ۲۰ راگست

دنیا کے معروف دینی مدرسہ دارالعلوم دیوبند (وقف) کے علما نے متنازعہ بنگلہ دیشی مصنفہ تسلیمہ نسرین کے خلاف فتوے کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ فتویٰ بجائے خود غیر قانونی ہے۔ مدرسہ کے ممتاز مفتیوں، مولانا خورشید عالم، مدرسے کے نائب مہتمم مفتی احسان قاسمی، مفتی محمد عارف اور مولانا عبداللہ جاوید نے کہا ہے کہ بھارت جیسے جمہوری اور سیکولر ملک میں ایسا فتویٰ جس میں تسلیمہ نسرین کا سر قلم کرنے کے لیے کہا گیا ہے، شرعی قانون پر مبنی نہیں ہے۔

کلکتہ کے ایک عالم سید نور الرحمٰن برکاتی نے، جو کلکتہ میں مسجد ٹیپو سلطان کے شاہی امام ہیں، جمعہ کے روز یہ فتویٰ جاری کیا تھا کہ اگر وہ بھارت کو نہیں چھوڑتی تو اسے قتل کر دیا جائے۔ فتوے میں انھوں نے کہا کہ ''تسلیمہ نسرین کے فوری طور بھارت کو نہ چھوڑنے کی صورت میں جو شخص بھی اس کی زندگی کا خاتمہ کرے گا، اسے ایک لاکھ روپے اور بے حساب انعامات دیے جائیں گے۔ اس نے اسلام کی توہین کی ہے اور اس ملک میں مسلسل مسائل پیدا کر رہی ہے۔'' انھوں نے مزید کہا کہ ''چونکہ حکومت آئینی دفعات کا استعمال کرتے ہوئے اسے ملک سے باہر نہیں نکال رہی، اس لیے ہم یہ فتویٰ جاری کرنے پر مجبور ہیں۔''

ایک اجتماع میں شرکت کے بعد، جس میں آل انڈیا سنی علما بورڈ اور حیدر آباد کے نمائندوں سمیت، جہاں تسلیمہ پر حملہ کیا گیا، بھارت کی بڑی مسلم نمائندہ تنظیمیں شریک تھیں، انھوں نے کہا کہ ''تسلیمہ کو ایک ماہ کے اندر اندر بھارت کو چھوڑ دینا چاہیے۔''

دیوبند کے علما نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو تسلیمہ نسرین کا اس ملک میں رہنا ناپسند ہے تو اس کے لیے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ اس سلسلے میں عدالت سے رجوع کرے۔ انھوں نے کہا کہ سید نور الرحمٰن برکاتی کا فتویٰ اسلام کی روح اور ملکی قانون، دونوں کے خلاف ہے۔

(http://www.khabrein.info/index.php?option=com_content&task=view&id=4851&Itemid88)